راجہ مہدی علی خاں کے تین خط

راجہ مہدی علی خاں (مرحوم) پروفیسر حمید احمد خاں کے بھانجے تھے - وہ پاکستان کی آزادی سے پہلے ہی بمبئی چلے گئے تھے اور وہیں مقیم رہے - وہاں سے وہ وقتاً فوقتاً اپنے محترم ماموں کو خط لکھتے رہتے تھے - ہم ان خطوں میں سے چند خط پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں - نظم و نثر میں راجہ مہدی علی خاں کی مزاح نگاری مشہور ہے ، چنانچہ ان خطوں میں بھی اُن کی ظرافت کے نمونے ملتے ہیں -

(۱)

۱۴۹ پالی روڈ

باندرہ ، بمبئی

۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء

پیارے بھائی جان[1]

اسلام علیکم - میرے تین چار خطوں کے جواب میں مدت دراز کے بعد آپ کا ایک خط موصول ہوا - لیکن اس خط میں اس مفصل خط کا کوئی ذکر نہ تھا جو میں نے آپ کو انگلستان بھیجا تھا -

فی الحال تصویر نہ بھیجیے - ہاں وہ تصویر کس کے پاس ہے جس میں آپ مجھے گود میں لیے بیٹھے ہیں - مجھے اس تصویر کی ضرورت تھی - اس کی ایک کاپی اگر بھیج سکیں تو بذریعہ رجسٹری بھجوا دیجیے -

آپ کی تمام زندگی مصروفیت اور پریشانیوں میں کٹی ہے - میرا خیال تھا کہ

۱- ماموں کے بجائے راجہ مہدی علی خاں بچپن ہی سے پروفیسر حمید احمد خاں کو بھائی جان کہتے تھے - اس سے اُن کو زیادہ قرب کا احساس ہوتا تھا -

وقت کے ساتھ آپ نے زندگی میں سکون ڈھونڈ لیا ہوگا ، لیکن آپ کا حال تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے بھی ابرتر ہے ۔

اگر آپ ہٹلر یا نپولین ، آئن سٹائین یا قائداعظم ہوتے اور زندگی کا کوئی بہت بڑا اہم کام آپ کے ذمے ہوتا تو روح ، جسم اور دماغ کو اتنی زیادہ پریشانیاں مہیا کر لینے پر میں زیادہ معترض نہ ہوتا ۔ ایک پروفیسر کی زندگی تو بہت پُر سکون ہوتی ہے ۔ آپ نے طرح طرح کی بلائیں کیوں گلے لگا رکھی ہیں ؟ آپ کی صحت بہت خراب ہو جائے گی اور عمر کم ۔

اگر آپ اب تک مطالعہ کرتے ہیں تو خدا کے لیے پڑھنا چھوڑ دیجیے ۔ سب کتابیں اٹھا کر کسی ندی نالے میں پھینک دیجیے ۔ اب آپ کافی پڑھ چکے ہیں ۔ پڑھنے سے تو لکھنا اچھا ہے ، لیکن لکھنا بھی بےکار ہے ۔ آدمی مر جاتا ہے تو کچھ عرصے تک لوگ اس کی تحریروں کی تعریف کرتے رہتے ہیں ۔ اس سے مجھ کو یا آپ کو یا غالب کو کیا فائدہ ؟

تاثیر صاحب کا انتقال ہو جاتا ہے تو آپ کسی پرچے کا ایک نہایت شان دار نمبر نکالتے ہیں ، اور اپنا خون خشک کرتے ہیں ۔ دوسرے لوگ صرف جنازے میں شامل ہوتے ہیں ۔ اس سے ان لوگوں کی صحت اچھی رہتی ہے اور آپ کی خراب ۔

اگر آپ کو اپنی صحت کی کچھ پروا ہو سکے تو میں آپ کو غذا کے سلسلے میں چند مشورے دوں گا ۔ یہ غذا آپ ایک ماہ تک استعمال کیجیے ، اور اگر آپ کا کوئی مرض باقی رہ گیا تو جو چور کی سزا سو میری سزا ۔ یہ ''نسخہ'' ایک بہت بڑے ڈائٹ سپیشلسٹ کا ہے ۔ ہم لوگ بھی آج کل یہی غذا استعمال کر رہے ہیں ۔ ہماری تمام بیماریاں غائب ہو گئی ہیں ۔ رنگ نکھر گیا ہے ۔ آنکھوں میں نور آ گیا ہے ۔

(یہاں راجہ صاحب نے خوراک کا ایک لمبا چوڑا نسخہ لکھا ہے جسے بخوف طوالت حذف کر دیا ہے)

فرمانبردار

راجہ مہدی علی خان

——مجھے معلوم نہیں اب آپ کے نام کے ساتھ کیا لکھا جاتا ہے ۔ فی الحال میں نے ایم ۔ اے ۔ آکسن لکھ دیا ہے ۔ صرف ایم ۔ اے ۔ لکھتا تو آپ گالیاں دیتے ۔

(۲)

۵ اپریل ۱۹۶۰ء

پیارے بھائی جان ۔ ہزاروں سلام ۔ لاکھوں دعائیں آپ سب کے لیے ۔ خدا آپ سب کو دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے ۔ آمین ۔

عزیزم وقار کی ہسپتال سے واپسی کی خبر موجب اطمینان ہوئی ۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ آپ نے اسے ڈانٹا بھی تھا تو آپ کو میں نے چپکے چپکے بہت سی باتیں سنا دیں —— چپکے چپکے اس لیے کہ کہیں آپ سن نہ لیں اور میری شامت آجائے ۔ میری طرف سے اس کو گیارہ پیار (زیادہ اس لیے نہیں کہ آپ کے پاس وقت نہیں ہوگا ۔ گیارہ میں ہی دو تین منٹ لگ جائیں گے ۔) اور دوسرے بچوں کو بھی بہت بہت پیار ورنہ میرے خلاف ہو جائیں گے ۔

خدا کے لیے اب محنت اور دیانت داری کے جراثیم کو اپنے خون سے نکال کر باہر پھینکیے ورنہ آپ صحت اور تباہ کر لیں گے ۔

ایک پرنسپل کا کام صرف کاغذوں پر دستخط کرنا اور پروفیسروں کو ڈانٹنا ہے ، لیکن یقیناً آپ نے لاکھوں مصیبتیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنے سر پر بٹھا لی ہوں گی ۔ از راہ کرم اطلاع دیجیے کہ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ؟

محمود نظامی صاحب کے انتقال کی خبر مل گئی تھی ۔ خدا انھیں غریق رحمت کرے ۔ بہت زندہ دل اور لوگوں کے کام آنے والے انسان تھے ۔

سیعد بہت بے ایمان ہے ۔ میرے دو خطوں کا جواب اس نے نہیں دیا ۔ خیر اب امتحان کے بعد دے دے تو معاف کر دوں گا ۔ ورنہ پٹ جائے گا کبھی میرے ہاتھوں ۔

میں نے اپنی بیماری سے کچھ فائدہ بھی اٹھایا ہے ۔ ادب کی دنیا میں پھر قدم رکھا ہے ۔ کوئی بیالیس نظمیں اس دو ماہ میں لکھی ہیں ۔ کیونکہ بیمار ہوں نئے نئے موضوع اور خیالات ہر روز سوجتے ہیں ۔ ارادہ ہے کہ ایسی نظمیں لکھوں کہ سب شاعروں کو غش آ جائے ۔

تھوڑی سی رہبری کی بھی ضرورت ہے ۔ لیکن آپ نے میرے مشورے پر عمل کیا اور اپنے فرائض صرف دستخط کرنے اور پروفیسروں کو ڈانٹنے تک محدود رکھے تو آپ کو بھیج دیا کروں گا ۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ ان کی اصلاح کر کے اپنا وقت ضائع کریں ۔ ایک مختصر نوٹ کے ذریعے ہر نظم کے بارے میں رائے سے آپ مطلع فرما سکتے ہیں ۔ ٹھیک میں خود کر لوں گا ۔ میں اپنی ہر نظم کا معیار ایسا رکھنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان اور پاکستان میں صرف میں ہی میں نظر آؤں اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ خدا میری یہ خواہش پوری کرنے والا ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اس قسم کا دعویٰ کبھی نہیں کیا ۔

آپ کے خط کے لفافے پر ایک کونے میں نہایت شرافت اور انکسار سے چھپا ہوا تھا : حمید احمد خاں پرنسپل اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور ۔ ، ـــ بجائے اس کے کہ دنیا کے عام لوگوں کی طرح آپ لکھتے ''یہ معلوم کر کے تمہیں بہت خوشی ہوگی کہ میں پرنسپل ہو گیا ہوں'' آپ نے صرف اپنا اسلامیہ کالج کا پتہ لکھ دیا ۔ یہ ادا آپ کی مجھے بہت پسند آئی ، اور میں خوب ہنسا ، اور بہت خوش ہوا ، اور پھر یکایک مجھے غصہ آ گیا ـــ آپ کی قابلیت کے لحاظ سے آپ کو ''مصر'' کا یا کسی اور اچھے سے ملک کا بادشاہ ہونا چاہیے تھا ۔ آپ کے مرتبے کے لحاظ سے آپ کا کھانا پکانے والے کو کسی کالج کا پرنسپل ہونا چاہیے تھا ۔ لیکن تقدیر کنجوس مارواڑی ہے جس نے آپ کو پرنسپل بنا کر حاتم کی قبر پر لات مار دی ہے ۔

بہر حال میری طرف سے بہت بہت مبارک باد ۔

فرمانبردار

مہدی علی خاں

(۳)

از راجہ مہدی علی خاں

۱۱ دسمبر ۱۹۶۱ء

عزیزم مہدی

السلام علیکم - مجھے بہت افسوس ہے کہ اپنے خطوں کا جواب لینے کے لیے نمبر ۵ بیگم روڈ، لاہور آئے، اور اپنا وزیٹنگ کارڈ اندر بھیج کر باہر ساڑھے سات گھنٹے بیٹھے رہنے کے بعد چلے گئے۔

بات یہ ہے کہ گھر پر کوئی تھا ہی نہیں اور مجھے پورے اٹھارہ گھنٹے کے بعد وزیٹنگ کارڈ دیکھنے کی فرصت ملی - جب وزیٹنگ کارڈ پر تمھارا نام دیکھا تو بہت افسوس ہوا - اگر مجھے ملنا ہو تو کم از کم ایک سال پہلے Appointment لینی پڑتی ہے -

فقط و السلام

فرماں بردار

حمید احمد خاں[1]

ایک عید کارڈ پر:

''میری طرف سے عید مبارک! عیدی بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کے بجائے یہیں آکر دے دیجیے - مجھے کوئی جلدی نہیں ہے - مہدی''

۱- یہ خط راجہ مہدی علی خاں نے پروفیسر حمید احمد خاں کی طرف خود اپنے طنزیہ انداز میں لکھا ہے، کیونکہ ان کو پروفیسر صاحب کی حد سے بڑھی ہوئی مصروفیتوں پر بہت کوفت ہوتی تھی - (مدیر)